نہالِ آرزو

از جنابِ نہال سیوہاروی

فطرتِ پروانۂ آتش بجاں رکھتا ہوں میں
زندگی کی آگ کو شعلہ فشاں رکھتا ہوں میں

بزمِ خاکی کیوں ہو جولانگہ مری پرواز کی
عرش کی پہنائیوں میں آشیاں رکھتا ہوں میں

الاماں! میرے ارادوں کی جوانی الاماں!
دل جواں، ہمت جواں فطرت جواں رکھتا ہوں میں

انقلابِ آسماں کا غم مجھے کیسا ہم نفس!
جیب میں ایسے کروڑوں آسماں رکھتا ہوں میں

سینۂ کہسار جس کی شرح سے ہو جائے شق
تازہ ہر اک گام پر وہ امتحاں رکھتا ہوں میں

آشیاں پھونکا ہے بجلی نے جہاں سو مرتبہ
پھر انہی شاخوں پہ طرحِ آشیاں رکھتا ہوں میں

میرے افسانے سے گونج اٹھا جہانِ مہر و ماہ
ایک ذرہ ہوں مگر وہ داستاں رکھتا ہوں میں

کارواں ہوتا ہے اپنے نظم سے جب بے خبر
تا بہ منزل فکرِ نظمِ کارواں رکھتا ہوں میں

فرحتِ نظارۂ گل، جو کہے وہ سب درست
فرصتِ نظارۂ گل ہی کہاں رکھتا ہوں میں

وہ عدوئے خانہ آبادی، جسے کہتے ہیں برق
صورتِ چشم و چراغِ آشیاں رکھتا ہوں میں

ہو رہیگا کل باندازِ حقیقت آشکار
آج جو چشمِ تخیل میں جہاں رکھتا ہوں میں

آنی و فانی نہیں مثلِ شرر ہستی مری
سینہ میں دل، دل میں سوزِ جاوداں رکھتا ہوں میں

معرفت ہنگامۂ دل سے ہے لیکن اس قدر
موجزن پہلو میں اک سیلِ رواں رکھتا ہوں میں

بیکسی کا یہ جہاں، یہ کس مپرسی کا وطن
کیا بتاؤں کیا غمِ ہندوستاں رکھتا ہوں میں

عشقِ خاکِ گلستاں عنصر ہے میرا اے نہال
انتہا کا عشقِ خاکِ گلستاں رکھتا ہوں میں